سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ رض

طالب الہاشمی

حضرت حرام بن ملحان انصاری رض

حضرت حرام بن مِلحان انصاریؓ

سرورِ عالم ﷺ نے ارضِ مکہ کو الوداع کہہ کر مدینہ منوّرہ میں نزولِ اِجلال فرمایا تو بعض انصاری صحابہؓ نے بڑے ذوق وشوق سے آپؐ سے قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کی اور پھر اسی ذوق وشوق سے یہ تعلیم دوسروں کو بھی دی۔ قرآنِ حکیم سے غیر معمولی شغف رکھنے والے ان اصحاب میں مدینہ منوّرہ کے ایک جوانِ رعنا حرام بن ملحانؓ بھی تھے۔ اُن کا تعلق انصار کے معزز ترین خاندان بنونجار سے تھا۔

نسب نامہ یہ ہے:

حرامؓ بن ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج۔

حضرت ام سلیمؓ اور حضرت ام حرامؓ جن کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے، حضرت حرام بن ملحانؓ کی بہنیں تھیں۔ وہ دُور کے رشتہ سے رسولِ کریم ﷺ کی خالہ ہوتی تھیں، اسی نسبت سے حضرت حرامؓ بھی حضوؐر کے ماموں ہوتے تھے۔

حضرت حرام بن ملحانؓ کا شمار انصار کے سابقین اوّلین میں ہوتا ہے۔ انھوں نے ہجرتِ نبوی سے پہلے اپنی بہنوں کے ساتھ ہی قبولِ اسلام کا شرف حاصل کیا۔۔۔ رحمتِ عالم ﷺ مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو انھوں نے اپنے دوسرے انصاری بھائیوں کے ساتھ والہانہ جوش و خروش سے آپؐ کا استقبال کیا اور پھر شب وروز نبوت کے سرچشمۂ فیض سے سیراب ہونے لگے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے میں قرآن وسنت کے عالم بن گئے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ وہ اکثر قرآن پڑھا کرتے تھے اور رات کو قرآن کا درس دیا کرتے تھے، اسی بنا پر ''قاری'' کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔

حضرت حرامؓ نہایت ہی مخلص مسلمان تھے اور ان کے جوشِ ایمان کی کوئی انتہا ہی نہ تھی۔ رات کو درسِ قرآن سے فارغ ہوکر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے رہتے۔ دن کے وقت انھوں نے مسجدِ نبوی اور اصحابِ صفّہ کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلیا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ وہ مسجدِ نبوی میں پانی بھر کر رکھتے پھر جنگل جا کر لکڑیاں لاتے اور انھیں فروخت کر کے اصحابِ صفّہ اور دوسرے محتاج مسلمانوں کے لیے سامانِ خورد ونوش مہیا کرتے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق اور جذبۂ اخلاص کی بہ دولت انھوں نے بارگاہِ رسالت میں درجۂ تقرب حاصل کرلیا تھا اور رحمتِ دو عالم ﷺ کی محبت اور شفقت کا مورد بن گئے تھے۔

رمضان ۲ ہجری میں حق و باطل کا معرکۂ اوّل بدر کے میدان میں پیش آیا تو حضرت حرامؓ کو اصحابِ بدر میں شامل ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ وہ شروع سے اخیر تک سر بکف ہوکر لڑے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اگلے سال ۳ ہجری میں غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئے اور اپنی شجاعت و بسالت کے جوہر دکھائے۔

صفر ۴ ہجری میں بنو کلاب کا رئیس ابو براء عامر بن مالک نجد سے مدینہ منوّرہ آیا اور سرورِ عالم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر درخواست کی کہ اپنے کچھ آدمیوں کو میرے ساتھ بھیجیں جو میری قوم کو اسلام کی دعوت دیں۔ حضورؐ نے اس کی درخواست قبول کرنے میں تامّل فرمایا کیوں کہ چند دن پہلے بنو عامر کا سردار عامر بن طفیل جو ابو براء کا بھتیجا تھا، یہ پیغام بھیج چکا تھا کہ محمدؐ مجھے اپنا جانشین بنائیں یا نرم زمین والوں پر وہ حکومت کریں اور سخت زمین والوں پر میں۔ ورنہ میں ہزاروں جنگجوؤں کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کر دوں گا ـــــ لیکن ابو براء نے بار بار یقین دلایا کہ جو مسلمان اس کے ساتھ جائیں گے وہ ان کی حفاظت اور سلامتی کا ضامن ہوگا۔

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ابو براء کی یقین دہانی پر) ستر صحابۂ کرامؓ کو حضرت حرام بن ملحانؓ کی قیادت میں نجد کی طرف بھیجا[(۱)] ان میں زیادہ تعداد انصار اور اصحابِ صفّہ کی تھی جو قرآنِ کریم کے حافظ تھے اور قرّاء کے لقب سے

---

(۱) امام ابنِ اسحاقؒ اور حافظ ابن کثیرؒ کا بیان مختلف ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضورؐ نے ابو براء کے ساتھ چالیس صحابۂ کرامؓ بھیجے اور ان کا قائد حضرت منذر بن عمرو انصاریؓ کو مقرر فرمایا۔ حضرت حرام بن ملحانؓ بھی ان چالیس صحابہ میں شامل تھے۔ ہم نے صحیح بخاری کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

مشہور تھے۔ حضورؐ نے عامر بن طفیل کے نام ایک خط بھی اس جماعت کے ہاتھ روانہ کیا۔ یہ اصحاب مدینہ سے رخصت ہوکر بیرِ معونہ کے مقام پر جا کر ٹھہر گئے۔ یہ مقام مکہ معظّمہ اور عسفان کے درمیان واقع تھا۔ واقدی کا بیان ہے کہ یہ بنی سلیم کا ایک چشمہ تھا جو بنی عامر اور بنوسلیم کے علاقوں کے درمیان واقع تھا۔

حضرت حرام بن ملحانؓ سرورِ عالم ﷺ کا والا نامہ لے کر عامر بن طفیل کے پاس گئے۔ اُس بدبخت نے حضورؐ کا والا نامہ پڑھنا تک گوارا نہ کیا اور عربوں کی روایتی مہمان نوازی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے پیچھے سے آ کر حضرت حرامؓ کو نیزہ مارا جو ان کے جسم کے آر پار ہوگیا۔ حضرت حرامؓ نے خون کا چلو بھر کر اپنے چہرے اور سر پر چھڑکا اور فرمایا: فُزْتُ وَ رَبِّ الکعبة'' (رب کعبہ کی قسم میں کام یاب ہوگیا) ساتھ ہی زمین پر گرے اور تاجِ شہادت سر پر رکھے خلدِ بریں میں پہنچ گئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ جس شخص نے حضرت حرام بن ملحانؓ کو نیزہ مارا وہ جبار بن سلمیٰ کلابی تھا۔ جبار نے بعد میں لوگوں سے حضرت حرامؓ کے اس قول کا مطلب پوچھا کہ ''میں کام یاب ہوگیا'' سے کیا مراد ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جنت کے حصول میں کام یاب ہوگیا۔ جبار نے یہ سن کر کہا۔ ''خدا کی قسم انھوں نے سچ کہا۔'' اس کے بعد انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت حرامؓ کی شہادت کے بعد عامر بن طفیل نے اپنے قبیلے بنوعامر سے کہا کہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو، لیکن ان لوگوں نے ابو براء کی پناہ کی وجہ سے اس میں عذر کیا اس پر عامر نے اردگرد کے بعض قبائل بنوسلیم، رعل اور ذکوان وغیرہ کو جمع کر کے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق مسلمان حضرت حرامؓ کی شہادت کی خبر سن کر خود موقع پر پہنچ گئے۔ عامر بن طفیل اور اس کے کثیر التعداد ساتھیوں نے مٹھی بھر مسلمانوں کو گھیرے میں لے لیا اور دو کے سوا باقی سب کو ایک ایک کر کے شہید کر ڈالا۔ ان دو میں سے ایک حضرت کعب بن زید انصاریؓ تھے جو شدید زخمی ہوئے اور کفّار نے انھیں مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ دوسرے حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ تھے جنھیں نجدیوں نے گرفتار کرلیا بعد میں وہ موقع پا کر بھاگ نکلے۔ (یا بہ روایتِ دیگر عامر بن طفیل کی ماں نے اپنی ایک منت پوری کرنے کے لیے انھیں آزاد کردیا)

حضرت عمرو بن امیہ نے مدینہ پہنچ کر اس دردناک واقعہ کی خبر سرورِ عالم ﷺ کو دی تو آپؐ کو شدید صدمہ پہنچا۔ آپؐ عام طور پر کسی کے لیے بددعا نہیں کرتے تھے لیکن اصحابِ بیئرِ معونہ کی المناک شہادت نے آپ کو اس قدر غم زدہ کیا کہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آپؐ مسلسل ایک ماہ تک بدبخت قاتلوں کے حق میں بددعا کرتے رہے۔ حضورؐ نے حضرت حرام بن ملحانؓ کو ہمیشہ یاد رکھا۔ آپؐ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امِّ حرامؓ اور اُمِّ سلیمؓ پر رحم آتا ہے کہ ان کے بھائی نے مظلومانہ شہادت پائی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ